اب اگرچہ دستور سازی کسی قدر بہتر رفتار سے ہوئی ہے لیکن دوسری طرف مصیبت یہ ہے کہ بنیادی اصولوں کی رپورٹ میں اسلامی اور جمہوری لحاظ سے نہایت خطرناک رخنے چھوڑے جا رہے ہیں جن میں سب سے بڑا رخنہ مالیاتی مسودہ ہائے قانون کے سلسلے میں رکھا گیا ہے۔ ان تمام رخنوں کا مجلس نے مکمل جائزہ لیا۔ مجلس کے نزدیک ناگزیر ہے کہ ان کو بند کرانے کی جدوجہد جاری رکھی جائے۔ اسی سلسلے میں قادیانی مسئلہ پھر سامنے آیا جو اپنی نوعیت میں پہاڑ جیسا نمایاں مسئلہ ہے، لیکن ہماری قیادت اور ہماری دستوریہ آنکھیں بند کر کے اس سے بے نیازی کی شان کا افسوسناک مظاہرہ کر رہی ہے۔ قادیانی عملاً مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت بن چکے ہیں اور اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر دستور کی صحیح تدوین ہرگز نہ ہو سکے گی۔ کسی گروہ کو کسی دوسرے گروہ کی گردن پر زبردستی سوار نہیں کرایا جا سکتا۔

پاکستان، خصوصاً اس کے مشرقی بازو میں ایسے فتنے اور ایسے نعرے پورے زور کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں جنھیں مجلس شوریٰ نے پاکستان کی سالمیت اور اس کے استحکام کے لیے انتہائی شدید خطرہ قرار دیتے ہوئے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ آج جن پیچیدگیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلم لیگی اقتدار ۹۲ ؁، اندھا دھند گرفتاریوں اور مارشل لا کی دھمکیوں کے چھوٹے ہتھیاروں پر اتر آیا ہے ان کی ذمہ داری بعض واسطوں سے ہو کر خود اسی پر جا عائد ہوتی ہے۔ صوبائی اور لسانی عصبیتوں اور علیحدگی پسندانہ نعروں کی وہ ساری پسِ بھری فصل جو متحدہ محاذ کی صورت میں مشرقی پاکستان میں اُگ آئی ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی کونپلیں نکال رہی ہے، اس کے لیے زمین تیار کرنے، اس کی تخم ریزی کا بہترین موسم پیدا کرنے اور اس کی آبیاری کرنے کی سعادت ایک ایسا سہرا ہے جو مسلم لیگی اقتدار کے سوا اور کسی کے سر بندھ نہیں سکتا۔ اگر ہماری قیادت شروع ہی میں ایک اسلامی دستور بنا کر عوام میں اسلامی فکر و کردار پیدا کرنے کی مہم میں لگ جاتی اور وہ اسلام کے کلمۂ جامعہ کے ذریعے مختلف علاقوں اور مختلف عناصر میں حقیقی اخوت کا جوڑ لگاتی تو آج یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ مجلس شوریٰ نے اس موقع پر پھر یہ انتباہ دیا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور استحکام کو نقصان پہنچانے والے رجحانات کا علاج محض قوت کے استعمال سے نہیں ہو سکتا، اصل تدبیر

صحیح ذہنی تربیت اور معاشرے کی تعمیر کا اہتمام ہے جس میں آج تک سخت کوتاہی دکھائی گئی ہے۔ ورنہ حالات کے اور زیادہ بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجلس نے یہ رائے بھی صاف صاف ظاہر کر دی ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کی صحیح تدابیر اس قیادت کے ہاتھوں عمل میں نہیں آسکتیں جس کا حصہ فتنوں کا طوفان اٹھانے میں دوسروں سے کچھ زیادہ ہی ہے پس اس سے نجات کی جدوجہد کرنا خود پاکستان کی سالمیت کا ایک تقاضا ہے۔

پاکستان اپنے ہمسایہ ملک کی زیادتیوں کی وجہ سے کشمیر، نہری پانی اور اموال متروکہ کے جن جھگڑوں میں اُلجھا ہوا ہے، اور پھر بین الاقوامی کشمکش کی جس فضا سے اسے سابقہ ہے، نیز عالمی امن و مسرت میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لیے اسے جس مرتبے پر ہونا چاہیے، ان ساری چیزوں کا واضح تقاضا یہ ہے کہ یہ نوخیز مملکت دفاعی لحاظ سے مستحکم ہو۔ یہ چیز عین مطلوب ہے کہ اس کی فوج بہترین آلات سے مسلح، اور جدید ترین فن حرب کی ماہر ہو جائے۔ یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کے لیے دوسرے ممالک سے بہتر تعلقات کا استوار کرنا، معاہدے کرنا، یا امداد حاصل کرنا فی نفسہٖ کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ بھی تسلیم، کہ دفاعی استحکام کے لیے سامان یا امداد کا حصول بحالات موجودہ زیادہ سے زیادہ حد تک امریکہ ہی سے ممکن ہے۔ لیکن جتنا عزیز جماعت اسلامی کو پاکستان کا فوجی استحکام ہے، اس سے زیادہ عزیز اسے اپنی آئیڈیالوجی، اپنا کلچر اور اپنی فوجی، سیاسی، تجارتی اور تہذیبی و فکری آزادی ہے۔ وہ نہ اُن لوگوں کو برسرِ حق سمجھتی ہے جو امریکی امداد کے محض اس لیے مخالف ہیں کہ یہ امریکہ سے کیوں آتی ہے، اور نہ وہ اُن لوگوں کی ہم نوائی کر سکتی ہے جو شرائط امداد سے آنکھیں بند کر کے امریکی امداد کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ اس کی مجلس شوریٰ نے ایمانداری سے غور و فکر کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ اس امداد کے لیے جو شرائط ہماری قیادت نے تسلیم کی ہیں اُن میں ڈپلومیسی کے ایسے جراثیم موجود ہیں جن کی زد سے ہماری آزادی پوری طرح محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اجمال کے ساتھ مجلس نے اِن جرثوموں کی نشاندہی ذیل کے نکات میں کی ہے کہ اس معاہدہ کی رُو سے :-

۱۔ پاکستان کو امریکہ کی دفاعی مشینری کا پرزہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔
۲۔ امریکہ کے سوا دوسرے ممالک کے ساتھ ہماری تجارت پر قدغن قائم کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے
۳۔ ہماری حیثیت امریکہ کے لیے خام مال پیدا کرنے والی ایک نوآبادی کی سی نمایاں ہوتی ہے۔
۴۔ ہم اس بات کے پابند ہیں کہ اپنی مدافعت اور ملک کی اندرونی تحریکات کے کچلنے کے سوا اپنی ساری فوجی نقل و حرکت میں امریکہ کی مرضی کے تابع بن کے رہیں۔
۵۔ امریکن ہمارے ملک میں مراعاتِ خصوصی کے تحت ہماری تربیت اور اپنی ایڈ کی نگرانی کے بہانے ہمارے معاملات میں بے محابا مداخلت کر سکیں۔

ان نکات کی روشنی میں یہ معاہدہ ہماری قیادت کی کمزوری اور اس کی بصیرت کی کوتاہی پر ایک واضح شہادت قرار پاتا ہے جسے عوام سامنے رکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ایسے ہاتھوں میں معاملات کی باگ ڈور سونپے رہنے سے کتنے مضر اور دور رس نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

ایک مہلک خطرہ وہ ہے جس سے ہمارا نظامِ معاشرت دوچار ہے۔ گزشتہ کئی صدیوں سے یہ نظامِ معاشرت اگرچہ مسلسل انحطاط پذیر رہا ہے لیکن یہ اسلام کی اخلاقی قدروں اور اس کے تہذیبی و معاشرتی تقاضوں سے علی الاعلان کھلا باغی اور منحرف ہو کر ایک قدم بھی نہیں چلا۔ بلکہ کسی نہ کسی نوعیت سے ان قدروں اور تقاضوں کو بحال کرنے کے جذبات ہمارے اندر کارفرما چلے آرہے ہیں۔ پاکستان بنانے کی جدوجہد میں ان جذبات کا حصہ بہت نمایاں ہے۔ لیکن ایک فیصد برسرِاقتدار طبقہ مغرب زدگی کے کوڑھ کو اس ملک کی ننانوے فیصد مسلم آبادی پر مسلط کر دینے پر بضد ہے۔ حد یہ کہ رائے عام کے دباؤ کے تحت قراردادِ مقاصد میں اسلام کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد، پھر اس کے متوازی یہ روش بھی جاری رہی ہے کہ اخلاقی و معاشرتی لحاظ سے قوم کو اسلامی معیار سے اور زیادہ نیچے گرا دیا جائے۔ پھر مسودۂ دستور میں اسلام کے نمایاں اجتماعی تقاضوں کو صاف صاف لفظوں میں جذب کر لینے کے بعد بھی یہ الٹی مہم چلائی جا رہی ہے کہ آرٹ اور کلچر اور ترقی کی اصطلاحات کے پردے میں عریانی اور فحاشی کا ایک ایسا طوفان اٹھا دیا جائے

جس کا پانی دستوری فیصلوں کے سر سے گذر جاتا ہے۔ جماعت اسلامی کی نگاہ میں اب تک کی حالت ہی کچھ کم تشویشناک نہ تھی، اس پر مزید وجہ اضطراب یہ ہے کہ بعض نئے اسباب کے تحت مغربی قوموں کے معاشرتی فساد کے لیے ہمارے اندر گھسنے کے راستے چوپٹ کھل رہے ہیں۔ اس موقع پر اس کی مجلس شوریٰ نے اپنی ایک قرارداد کے ذریعے ارباب اقتدار کو بھی اس بارے میں متنبہ کیا ہے اور عوام کو بھی توجہ دلائی ہے۔ قرارداد منفی نوعیت کی نہیں، مثبت طور پر اسلامی ماحول بنانے کے لئے تعمیری تجاویز بھی سامنے لاتی ہے۔

ان تجاویز میں ریڈیو اور سینما اور دوسری تفریحات کو اخلاق سوز سرگرمیوں سے ہٹا کر تعمیری مقاصد کے تابع کرنے، جائز تفریحات کے لیے شہروں اور قصبوں اور خاص طور پر نئی آبادیوں میں مناسب انتظامات کرنے، ملکی اور غیر ملکی لٹریچر پر احتساب کی کڑی نگاہ جمائے رکھنے، مخلوط تعلیم کا سدباب کرنے، آرٹ اور کلچر کے نام سے ہونے والی سرگرمیوں میں عہدہ دار اور سرکاری افسروں کے لیے حصہ لینے کی ممانعت کرنے اور زنا کاری کے اڈوں کا ملک بھر میں استیصال کرنے کے مطالبات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ وہ مقاصد ہیں جنہوں نے ہر دور میں انسانیت کی ترقی میں رکاوٹ ڈالی ہے اور جن کے مضر نتائج بار بار کے عالمگیر تجربوں سے نمایاں ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر اسلامی نظام اخلاق و معاشرت تو ان کے ہوتے ہوئے کسی درجے میں بھی پروان نہیں چڑھ سکتا۔ پس ہر معقول آدمی ان تجاویز کی اہمیت کو محسوس کر سکتا ہے۔ ان میں خطاب صرف حکومت ہی سے نہیں کیا گیا بلکہ عوام سے بھی دردمندانہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کے اخلاق کو بچانے کی سعی کریں۔

ہماری زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کرنے والا ایک عظیم خطرہ وہ عام معاشی بدحالی ہے جو گذشتہ سات برس میں بتدریج بڑھتے بڑھتے ہمارے عوام کی کثیر تعداد کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ اشیاء کی نایابی و گرانی، زرمبادلہ کی کمی، تجارتی پالیسی کا تزلزل، کنٹرول اور راشننگ کی ناکامی، صنعت کاروں کی حد سے بڑھی ہوئی نفع اندوزی، روز افزوں بے روزگاری، مہاجرین کی خستہ حالی، اور (باقی ص ۲۳۵ پر)